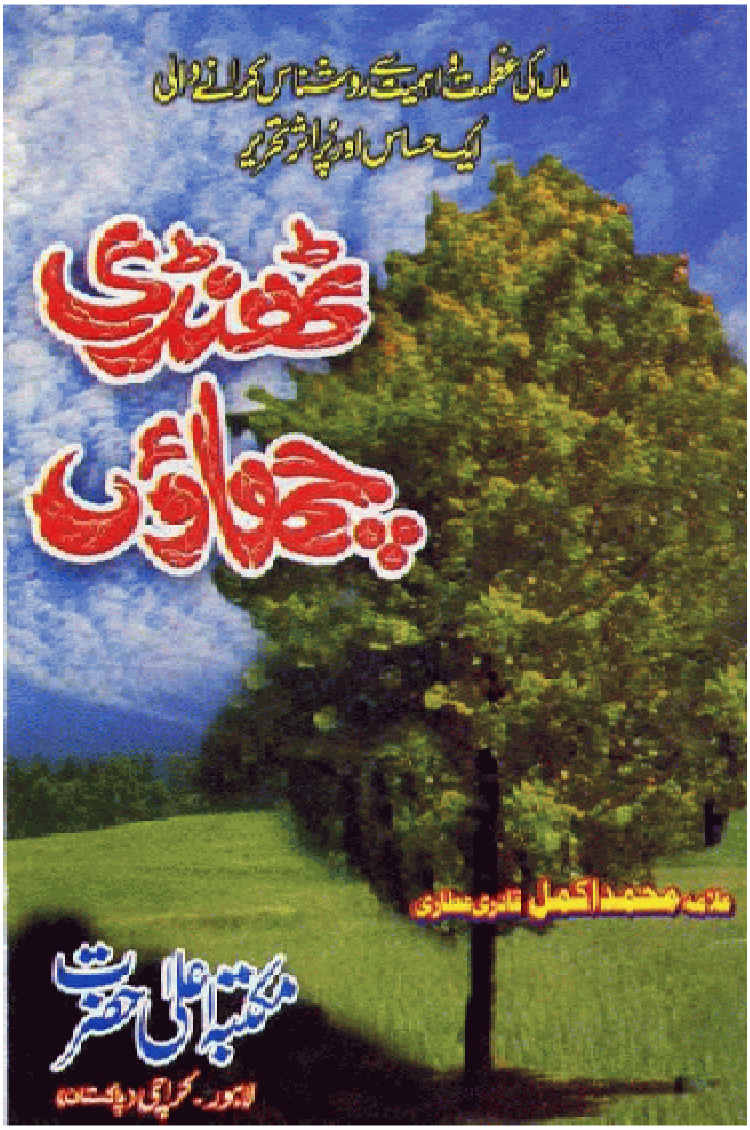

ٹھنڈی چھاؤں

مفتی اکمل قادری

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیوں کے صدقے میں معاشرے سے برائیوں کے خاتمے کے سلسلے میں کوشش کرنے والوں میں مکتبہء اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کے اراکین بھی پیش پیش ہیں۔

اس سلسلے میں رسالہء ھذا سے قبل بھی بہت سی قابلِ مطالعہ تحریریں منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ عزوجل تا قیامت جاری وساری رہیگا۔

حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کا معاملہ بھی بہت اہم ہے۔ بلکہ معافی کے اعتبار سے اس میں زیادہ پیچیدگیاں دکھائی

دیتی ہیں لہذا عقلمند انسان کو چاہئے کہ اس معاملے میں حتی الامکان احتیاط کے ساتھ کام لے۔ضروری ہے کہ قریب رہنے والوں کے حقوق کی مکمل تفصیل معلوم کی جائے اور ان حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ یہ رسالہ اسی غرض سے شروع کیا گیا ہے۔کیونکہ ماں کے حقوق کی ادائیگی میں عموماً سستی اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔اور اس کا سب سے بڑا سبب ماں کی عظمت سے ناواقفی ہوتی ہے۔لہذا ہر مسلمان بھائی اور بہن کو اس رسالے کا مطالعہ کر کے ماں کی عظمت اور اہمیت کو جاننے اور پھر اس کی روشنی میں اپنے عمل کو درست کرنے کی کوشش لازم سمجھنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسالے سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)
محمد اجمل قادری عطاری عفی عنہ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِیْمِ ط

باعث سکون ذات و نام

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بے شمار چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں کہ جن سے قلبِ انسانی سکون واطمنان حاصل کرتا رہتا ہےلیکن اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر کے بعد غالباً جو چیز سب سے زیادہ سکون کا باعث بنتی ہے،اسے ماں کا نام دیا جاتا ہے۔

ماں کی ذات سے قطع نظر صرف اس لفظ کو ہی دیکھئے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کس قدر چاشنی رکھی ہے،آپ ایک مرتبہ اپنی ماں کا تصور باندھ کر ماں کہہ کر دیکھئے،ایسا محسوس ہوگا کہ کسی نے منہ میں شہد گھول دیا ہے،جس ذات کا فقط تصور ہی باطنی طور پرخوشی اورمسرت کا سبب بن جاتا ہو،اس کے وجود میں کس قدر سکون پنہاں ہوگا۔۔۔۔۔

اگراس کااندازہ کرنا چاہیں تو جب کبھی دل بہت اداس ہو اپنی والدہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جایئے۔جب ماں اپنے پیار بھرے ہاتھوں سے سرکوسہلائے گی تو یوں محسوس ہوگا کہ ایک بہت بھاری بوجھ تھا جو اس عظیم ہستی کےقدموں پرسر رکھنے کی برکت سے دور ہو گیا ہے۔ہر قسم کی فکر راہِ فرار اختیار کرتی نظر آئے گی اوردل چاہے گا کہ یہ لمحات کبھی ختم نہ ہوں۔

ماں کی کمزوری:

باپ کی نسبت ماں کو کمزور بنایا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات اس کی عظمت سے بے خبراولا دفقط کمزوری پرنگاہ رکھتے ہوئے اس سے اس قسم کا سلوک کرتی نظر آتی ہے جو کسی بھی لحاظ سے شریعت کو پسند نہیں۔

شریعت کی جانب سے ماں کی عظمت کا بیان:

ماں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روکنے کے لئے شریعت نے اس کی عظمت کو کئی لحاظ سے بیان فرمایاہے۔۔۔کہیں اس کےاحسانات یاددلائے گئے۔۔۔توکسی مقام پرخدمت کی ترغیب اوراس پرثواب وتعریف کا بیان ہے۔۔۔کسی جگہ اس کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔توکہیں نافرمانی پرعذاب کی وعیدیں ذکر کردی گئیں۔ماں کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے اس قدر بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ شریعت اس معاملے میں اولاد کی جانب سے کسی قسم کی کوتاہی کو پسند نہیں فرماتی۔یہ اہتمام اس عظیم شخصیت کی عظمت پر بہت زبردست دلیل ہے۔

ماں کے احسانات کا بیان:

اگراس کے احسانات کے بارے میں جاننے کے لئے قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں تو کئی مقامات پر اس کا واضح بیان موجود ہے مثلاً: اللہ تعالی نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

وو صّینا الانسان بوالدیہ ج حملتہ امّہ وھنا ًعلی وھنٍ وّ فصٰلہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک ط الیّ المصیر ط

یعنی اورہم نے آدمی کواس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اوراس کا ددھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اوراپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔(ترجمہء کنزالایمان۔پ۱۲۔سورہ لقمان۔۱۴)

مذکورہ آیت میں اولاً ماں باپ دونوں کے بارے میں فرمانبرداری کی تاکید ہے، پھر خصوصاً ماں کے احسانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زمانہء حمل اور دودھ پلانے کا تذکرہ فرمایا۔یوں تو ماں کی پوری زندگی ہی اولاد پر احسانات کی بارشیں برساتے گزرتی ہے لیکن ان دو چیزوں کا خاص طور پر اسلئے ذکر کیا گیا کہ یہ دو،ادوار، ماں کے لئے بے حد آزمائش وتکلیف کا سبب بنتے ہیں۔کیونکہ دورانِ حمل، ٦ سے ۹ ماہ تک ماں کو بے شمار تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کی تفصیل عام مشاہدے کے ذریعے جانی جاسکتی ہے،اوردودھ پلانے کا مطلب دو سال تک اپنا خونِ جگر پلانا ہے۔جس سے ماں کو بے حد ضعف کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

اور پھر آخر میں اپنے حق کے ساتھ ساتھ ماں باپ کا حق ماننے کا حکم فرمانا،ان دونوں کی عظمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔دوسرے مقام پر ارشاد ہوا،

وو صّینا الانسان بوالدیہ احسانا ًط حملتہ امہ کرھاً وّ وضعتہ کرھاً ط و حملہ و فصالہ ثلثون شھرا ًط

اورہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے،اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔(ترجمہء کنز الایمان۔پ۲٦۔احقاف۔۱۵)

اس آیتِ پاک میں بھی ماں کے،دورانِ حمل اور بچّہ پیدا ہوتے وقت تکالیف برداشت کرنے اور پھر طویل عرصہ تک دودھ پلانے کا احسان یاددلایا گیا ہے۔

احادیثِ کریمہ میں بھی ماں کے احسانات کو کئی مقام پر یاد دلایا گیا ہے چنانچہ

"مروی ہے کہ ایک صحابی نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیك وسلم)! ایک مرتبہ میں اپنی والدہ کو اپنی گردن پر سوار کر کے ایک اتنے گرم راستے پر چھ میل تک چلا ہوں کہ اگر اس پر گوشت کا ٹکڑا ڈالا جائے تو وہ بھی بھن کر کباب بن جاتا تو کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ رحمتِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، تیرے پیدا ہوتے وقت تیری ماں نے درد کے جو جھٹکے سہے تھے، یہ خدمت شائد ان میں سے کسی ایک کا بدلہ ہو سکے۔ (طبرانی)

سبحان اللہ قربان جایئے، ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حکمت ودانائی کہ آپ نے فقط ایک جملے کے ذریعے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ بات سمجھادی اگر تم پوری زندگی بھی ماں کی سخت ترین خدمت کرتے رہے تب بھی اس کی خدمات واحسانات کا بدلہ اتارنا ممکن نہیں۔

اس روایت سے وہ مسلمان بھائی خصوصی درس حاصل فرمائیں، جو کمانے کے قابل ہو کر چند ٹکے ماں کے ہاتھ پر رکھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس کی تمام خدمات کا حق ادا کر دیا.....اور پھر ماں کے احسانات کو بھلا کر اپنے کارناموں کا ذکر بار بار کرنا اور خود کو ماں سے بلند تصوّر کرنا شروع کر دیتے ہیں.....نیز یہ توقع رکھتے ہیں کہ اب ماں ہمارے احسان کو مان کر ہم سے مرعوب رہے.....اور پھر انہی خیالاتِ فاسدہ کی بناء پر ان کے لب ولہجے میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے چنانچہ،

پہلے لہجے میں نرمی ہوا کرتی تھی تو اب سختی وجھڑک نظر آتی ہے....

پہلے ماں کے فیصلوں کو فوقیت دی جاتی تھی، لیکن اب اپنے فیصلوں کو تسلیم کرانا لازم سمجھا جاتا ہے...

پہلے ماں کا کہا اچھا لگتا تھا، اب سمجھانا برا اور طبیعت پر بوجھ محسوس ہوتا ہے....

پہلے ماں کی تکالیف پر بے چین ہو جاتے تھے، لیکن اب خود بات بات میں ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے قلبی تکلیف واذیت کا سبب بنتے رہتے ہیں....

اس قسم کے حضرات کو موت سے پہلے پہلے اپنے رویے پر نظر ثانی فرما کر اصلاح کی کوشش کر لینی چاہئے ورنہ انجام کی خرابی بھی مقدّر بن سکتی ہے۔ ایسے حضرات کو ضمناً درجِ ذیل روایت کو بھی ہمیشہ ذہن نشین رکھنا بھی بے حد نفع بخش رہے گا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے ۷ حج کرائے، ساتویں مرتبہ خیال آیا کہ یقیناً اب تو میں نے اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔ رات کو سویا تو دیکھا کہ کوئی خواب میں کہہ رہا ہے

کہ۔ایک سخت سردیوں کی رات تھی،تو بچپن میں اپنی ماں کے پاس سویا ہوا تھا،سوتے سوتے تو نے پیشاب کر دیا تھا،تیری ماں نے سخت سردی کے باوجود بستر دھویا،غریبی کیوجہ سے کوئی دوسرا بستر نہ تھا،چنانچہ وہ کڑکتی سردی کے باوجوداسی گیلے بستر پر لیٹ گئی اورتجھ کورات بھراپنے سینے پرلٹائے رکھا،تو کہتا ہے کہ میں نے ماں کی خدمات کا حق ادا کردیااِرے نادان!ابھی تو تو اس ایک رات کا حق بھی ادانہیں کر پایا.......(تعلیم الاخلاق)

ماں کی خدمت کی ترغیب کا بیان:

اوراگر ماں کی خدمات کی جانب مائل کرنے کےاعتبار سےقرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائےتو بھی کثیر مقامات پراس کے بارے میں واضح بیانات دیکھے جاسکتے ہیں۔چنانچہ

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔وبالوالدین احساناً اور ماں باپ کےساتھ بھلائی کرو۔(ترجمہء کنزالایمان۔پ ا۔بقرہ۸۳)

ایک اورمقام پرارشادہوتا ہے،ووصینا الانسان بوالدیہ حسناً۔اورہم نےآدمی کوتاکید کی اپنے ماں باپ کےساتھ بھلائی کی۔(ترجمہءکنزالایمان۔پ۲۰۔عنکبوت۸)

ایک اورمقام پرصراحتہً اسکاحکم فرمایاچنانچہ ارشادہوتا ہے،

وبالوالدین احساناً ط امّا یبلغن عندك الکبر احد هما او کلا هما فلا تقل لهما افٍ و لا تنهر هما وقل لهما قولاً کریماً ° واخفض لهما جناح الذّل من الرحمة وقل رّب ار حمهما کما ربّینی صغیراً۔

اور ماں باپ کےساتھ اچھا سلوک کرو،اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کوپہنچ جائیں توان سے ہوں نہ کہنا اورانھیں نہ جھڑکنا اوران سے تعظیم کی بات کہنا اوران کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اورعرض کراے میرے رب! تو ان دونوں پررحم کرجیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔(ترجمہءکنزالایمان۔پ۱۵۔بنی اسرائیل۔۲۳۔۲۴)

اس آیتِ کریمہ میں خصوصاًبڑھاپے کاذکراس لئےفرمایا کہ اس عمر میں ماں باپ اولادکی خدمات اورتوجّہ کےزیادہ محتاج ہوتے ہیں،یہ مطلب ہرگزنہیں کہ صرف بڑھاپے میں مذکورہ احکام کو پورا کیا جائے۔اس کے علاوہ عمر میں نہیں۔

حضرت یحیٰ علیہ السّلام کی عمدہ صفات کا ذکرفرماتے ہوئے ماں باپ کی خدمت کوبھی انھیں میں سے شمارکیا گیا

ہے، چنانچہ ارشاد ہوا، وبراً بوالدیہ۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا۔ (ترجمہء کنزالایمان۔ پ ۱۶۔ مریم ۱۴)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف مقامات پر ماں کی خدمت کا حکم اور ترغیب ارشاد فرمائی۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک صحابی نے حاضرِ خدمت ہوکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم میں کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ عرض کی پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کیساتھ۔ عرض کی پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کیساتھ۔ عرض کی پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ، پھر جو اس سے قریب ہے، پھر جو اس سے قریب ہے۔ (ترمذی)

نوٹ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے۔ اسی دلیل کے تحت اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس سو روپے ہیں تو باپ کو ۲۵ دے اور ماں کو ۷۵ ... یا... ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو... یا.. دونوں سفر سے آئے ہوں تو پہلے ماں کے پاؤں دبائے اور پھر باپ کے۔ (فتاوی رضویہ۔ جلد دہم)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کے لئے مشورہ مانگا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ، کیا تیری ماں زندہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، جی ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس کی خدمت لازم کرلے، جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، مگر اس پر قادر نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ۔ میری ماں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ تو اس کے ساتھ نیکی کر، اگر تو یہ کرے تو حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا، اور جہاد کرنے والا ہے۔ (احیاء العلوم)

سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔ (یعنی ہو ذلیل ہو جائے) صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کی؟ ارشاد فرمایا، اس کی جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت

میں پائے، پھر ان کی خدمت کر کے جنّت میں نہ جائے۔(مسلم)

ان آیات و احادیثِ کریمہ سے وہ مسلمان بھائی اور بہنیں درسِ ہدایت حاصل فرمائیں کہ جو والدین اور خصوصاً ماں کی خدمت کو بوجھ تصوّر کرتے ہوئے کبھی تو خدمت سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور کبھی غیر مخلصانہ خدمت پر طعنہ زنی کرتے ہوئے ثواب کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

نیز ان حضرات کے بے شمار فضائل سے محروم ہو جانے پر بھی شدید افسوس ہے کہ جو شادی ہوتے ہی والدین سے علیحدہ رہائش اختیار کرنے کو فوقیت دیتے ہیں، شائد ان کے پیشِ نظر صرف دنیا کے چند دنوں کی سہولت و آسانی ہوتی ہے.....ماں باپ کی خدمت اور ان کی طرف سے پہنچنے والی خلافِ مرضی باتوں پر صبر کے ثواب کے بدلے میں ملنے والی اخروی نعمتوں کا حصول یاد نہیں رہتا۔ ایسے حضرات بسا اوقات، اپنے آپ کو اس طرح مطمئن کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جی ہم پیسوں وغیرہ کے ذریعے والدین کا خیال رکھتے ہیں.... یا...کسی دوسرے بھائی بہن کو ان کی خدمت کرتا دیکھ کر اپنے آپ کو ہر قسم کی ذمہ داری سے بری الذمہ محسوس کرتے ہیں۔ کاش ایسے مسلمان بھائی، درج ذیل روایات کو خوب غور سے پڑھ کر ان کے تقاضوں کے مطابق اپنی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ چنانچہ

سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ جو یہ چاہے کہ اس کی عمر طویل ہو اور اس کی روزی میں فراخی ہو، وہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہء رحمی کرے۔(مکاشفۃ القلوب)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ، اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، تمہاری اولاد، تمہارے ساتھ نیک سلوک کرے گی۔(مکاشفۃ القلوب)

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، والدین کے ساتھ بھلائی کرنا نماز، صدقہ، روزہ، حج، عمرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ کے ایک بھائی تھے۔ آپ دونوں بھائیوں میں طے تھا کہ ایک بھائی ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تو دوسرا ماں کی خدمت کرتا۔ جب دوسری رات آتی تو ماں کی خدمت کرنے والا بھائی، عبادت اور عبادت کرنے والا بھائی ماں کی خدمت کرتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ کے بھائی کی باری ماں کی خدمت کرنے کی تھی تو آپ کے بھائی نے کہا کہ، اگر آج آپ ماں کی خدمت کر لیں تو میں رات کو عبادت کر لوں۔ آپ نے اجازت دیدی اور خود ماں کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے بھائی نے جونہی عبادت شروع کی تو

ایک غیبی نداء سنائی دی کہ، ہم نے تمہارے بھائی کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی اس کے طفیل بخش دیا۔ یہ سن کر انہیں بہت حیرت ہوئی اور انہوں نے عرض کی کہ، یاالٰہی ! میں تو تیری عبادت کر رہا ہوں اور میرا بھائی ماں کی خدمت کر رہا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیلی بنایا گیا؟ نداء آئی کہ، ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں، بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لئے باعثِ خوشنودی ہے۔

حضرت محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ نے اپنی جوانی کے زمانے میں دو ساتھیوں کو اس بات پر تیّار کیا کہ کسی دوسرے مقام پر جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ کے دونوں دوست اس کے لئے تیّار ہو گئے لیکن پھر آپ کو بوڑھی ماں کی خدمت کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا، چنانچہ آپ کے دونوں ساتھی بغرضِ تعلیم روانہ ہو گئے۔

آپ تعلیم سے محروم رہ جانے کی وجہ سے اتنے غمگین ہوئے کہ روزانہ قبرستان جاتے اور وہاں گریہ وزاری کرتے اور سوچتے کہ جب میرے ساتھی تعلیم حاصل کر کے واپس آئیں گے تو مجھے یقیناً ان کے سامنے ندامت ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو آپ کی ماں کی خدمت کی وجہ سے تعلیم سے دور رہنا اتنا پسند آیا کہ حضرت خضر علیہ السّلام کو آپ کے پاس بھیجا۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے آپ کے پاس آ کر فرمایا کہ، روزانہ مجھ سے اس جگہ آ کر تعلیم حاصل کر لیا کرو۔ پھر ان شاء اللہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہو گے۔

اس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک تعلیم حاصل کر کے بہت بلند مقام حاصل کیا اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے استاذ، حضرت خضر علیہ السّلام ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحبِ مرتبہ استاذ مجھے والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ، ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاقاً اس وقت گھر میں بالکل پانی نہ تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر واپس آنے میں دیر ہونے کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی۔ میں رات بھر ان کے سرہانے پانی لے کر کھڑا رہا۔ اس رات بہت سخت سردی تھی، حتیٰ کہ پیالے میں موجود پانی بھی سردی کی وجہ سے منجمد ہو گیا۔ جب والدہ جاگیں تو میں نے انہیں پانی پیش کیا۔ والدہ نے فرمایا کہ اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ پانی رکھ دیا ہوتا۔ میں نے عرض کی، میں اس خوف سے کھڑا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بیدار ہوں اور پانی نہ پائیں تو آپ کو تکلیف ہو۔ یہ سن کر میری والدہ نے مجھے بہت دعائیں دیں۔

اسی طرح ایک رات والدہ نے مجھے حکم دیا کہ، دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اسی پریشانی

میں کھڑا رہا کہ دایاں پٹ کھولوں یا بایاں؟ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے بغیر کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا۔ چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے مجھے یہ مراتب حاصل ہوئے ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، میں جنت میں گیا تو وہاں میں نے قرآن پاک کے پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ، یہ حارثہ بن لقمان ہیں۔ اس کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، یہ بدلہ ہے احسان کا، یہ بدلہ ہے احسان کا، حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتا تھا۔ (بیہقی)

ماں کی فرمانبرداری...اور...نافرمانی سے ممانعت کا بیان

اگر ماں کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا معاملہ پیشِ نظر رکھا نائے تو اس معاملے میں بھی قرآن و حدیث کے مضامین واضح معلومات فراہم کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وو صینا الانسان بوالدیه۔ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ (ترجمہء کنز الایمان۔ پ ۲۱۔ لقمان ۱۴)

نوٹ:۔ یہاں ماں باپ کے بارے میں تاکید سے مراد ان کی فرمانبرداری کو اختیار کرنا اور نافرمانی سے بچنا ہے۔

احادیثِ کریمہ میں بھی اس کے بارے میں بہت سخت تاکید آئی ہے چنانچہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، جنّت کی خوشبو پانچ سو میل کی مسافت سے آتی ہے مگر والدین کا نافرمان یہ خوشبو بھی نہ پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ، تین شخص ایسے ہیں جو میری زیارت سے محروم رہیں گے۔

☆ اپنے والدین کا نافرمان۔

☆ میری سنت کا تارک۔

☆ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نامی ایک شخص جو کہ نماز روزے کا بہت پابند تھا، جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو تلقین کے باوجود کلمہء شہادت اس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا۔ اس کی

بیوی نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک آدمی بھیج کر تمام واقعہ کی اطلاع کروائی۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اس کے والدین زندہ ہیں یا نہیں؟ عرض کی گئی، اس کی والدہ زندہ ہیں اور اس سے ناراض ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلوا کر پوچھا کہ، تو اپنے بیٹے سے کیوں ناراض ہے؟ اس نے جواب دیا کہ، علقمہ بیشک نیک آدمی ہے، لیکن وہ اپنی بیوی کے مقابلے میں ہمیشہ میری نافرمانی کرتا ہے، اس لئے میں اس سے ناراض ہوں۔

سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، اگر تو اس کی خطا معاف کردے تو اس کے حق میں بہتر ہے۔ لیکن اس بڑھیا نے انکار کردیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ، آگ جلاؤ اور اس کے بیٹے کو آگ میں ڈال دو۔ یہ سن کر بڑھیا گھبرا گئی اور عرض کرنے لگی، کیا میرے بیٹے کو آگ میں جلایا جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا، ہاں! اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہمارا عذاب ہلکا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم جب تک تو اس سے ناراض ہے نہ اس کا صدقہ قبول ہے اور نہ اس کی نماز مقبول ہے۔ یہ سن کر بڑھیا عرض گزار ہوئی، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی تمام لوگوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے علقمہ کا قصور معاف کردیا۔

اب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ، دیکھو علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا اور کلمہءشہادت کے ساتھ ہی اس کا انتقال ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ کے غسل وکفن کا حکم دیا اور خود جنازے میں تشریف لے گئے۔ علقمہ کو دفن کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، مہاجرین وانصار میں سے جس نے اپنی ماں کی نافرمانی کی یا اس کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرتا ہے نہ نفل، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر یا اور جس طرح ممکن ہو اس کو راضی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی، ماں کی رضامندی میں ہے اور رب تعالیٰ کا غضب ماں کے غضب میں پوشیدہ ہے۔ (طبرانی)

دیانت دارانہ محاسبہ:۔

ان تمام احادیث کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہر مسلمان بھائی اور مسلمان بہن کو سختی کے ساتھ اپنا محاسبہ کرنا

چاہئے کہ وہ والدین میں سے خصوصاً اپنی ماں کے ساتھ کیسا رویّہ اختیار کئے ہوئے ہے......؟اگر دیانت دارانہ محاسبے کے بعد منکشف ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے والدین کی اطاعت میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی، ان کی خدمت کے معاملے میں بھی دل بالکل مطمئن ہے، نیز زبان و آنکھ وغیرہ سے کوئی بات یا اشارہ نہیں کیا جاتا کہ جو ماں کی دل آزاری کا سبب بنے تو اللہ کا خوب شکر ادا کرنا چاہئے۔ اور بار بار دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں مزید ہمت و خلوص سے نوازے۔ اور اگر محسوس ہو کہ ماں کو وہ عزت نہیں دے رہے کہ جس کی وہ مستحق ہے....خدمت میں بھی کوتاہی ہو جاتی ہے..... ماں کے مقابلے میں زوجہ کو فوقیت دینے کی عادت ہے..... گفتگو کرتے ہوئے لہجہ سخت ہو جاتا ہے.....کبھی کبھار غصہ میں آ کر سب کے سامنے ڈانٹ بھی دیتے ہیں.....نیز بات بات میں اسے کم عقل و کم فہم ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے.....اور اسی کی دعا سے حاصل شدہ نوکری....یا...کاروبار سے ملنے والا پیسہ دینے کے باعث دل میں بار بار احساس برتری پیدا ہونا شروع ہو چکا ہے۔

تو پھر توبہ کرنے میں بالکل دیر نہ کریں اور جیسے بھی ہو انہیں راضی کریں۔ اور اس میں بالکل دیر نہ کریں کیونکہ کیا معلوم کب اللہ تعالیٰ کی جانب سے کس کا بلاوہ آ جائے......اگر آپ پہلے رخصت ہو گئے تو پھر قبر میں کفِ افسوس ملتے رہیں گے اور اگر والدہ پہلے تشریف لے گئیں تو ان لوگوں کی طرح تا حیات حسرت و پچھتاوہ ہوتا رہیگا کہ جن کی والدہ اچانک فوت ہو گئیں اور وہ صحیح طریقے سے ان کی خدمت نہ کر سکے، نہ ہی اپنے قصور معاف کرا سکے۔ چنانچہ جب تک والدہ کا سایہ سر پر قائم و دائم ہے ان کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھائیں اور جتنی زیادہ دعائیں سمیٹ سکتے ہوں، سمیٹیں، ان شاء اللہ عزوجل اس کا فائدہ دنیا و آخرت میں عطا کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ غریبِ نواز رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ، ایک گناہ گار شخص کا انتقال ہوا، ایک شخص نے اسے خواب میں جنت میں حاجیوں کے ساتھ ٹہلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا، یہ مرتبہ تو نے کیسے پایا؟ تو نے دنیا میں بظاہر کوئی نیک عمل نہ کیا تھا؟ اس نوجوان نے جواب دیا، یہ سچ ہے، لیکن میری ایک ضعیفہ ماں تھی، جب میں مکان سے باہر جاتا تو اپنا سر ان کے قدموں میں رکھ دیتا اور پاؤں چومتا تھا اس کے بعد باہر نکلتا۔ اس پر میری ماں یہ دعا دیتی کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخش دے اور حج کا ثواب عنایت فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول فرمائی اور مجھے بخش دیا اور حاجیوں میں شامل فرما دیا۔ (معین الہند)

سوال:ِ

بسا اوقات ماں اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی میں مبتلاء ہوتی ہے تو کیا اس صورت میں بھی اس کے حقوق اسی طرح قائم رہتے ہیں؟...... یا......ان میں کوئی کمی واقع ہوجاتی ہے؟....اور کیا اب بھی وہ اسی خدمت کی مستحق ٹھہرے گی؟

جواب:۔

اگر ماں کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ اسکا اور اس کے رب کا معاملہ ہے، اس چیز کو بنیاد بنا کر اولاد کے لئے جائز نہیں کہ حسنِ سلوک میں کوتاہی کرے۔اس کے لئے بطورِ دلیل یہ حدیثِ پاک ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت اسماء بنتِ ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ، میری والدہ میرے پاس آئی، وہ ابھی مشرکہ تھی۔ میں نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بے رغبت ہے، اب میرے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا میں اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (بخاری و مسلم)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جب مشرکہ ماں سے نیک سلوک کا حکم ہے تو مسلمان گناہ گار ماں کیوں نہ اچھے سلوک کی مستحق ہوگی؟..... ہاں اس موقع پر دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

(۱) اگر ان کی اصلاح ممکن نظر آئے تو کوشش کرنا فرض رہیگا۔ لیکن اس کیلئے نرمی اختیار کی جائے گی، سختی اب بھی جائز نہیں۔

(۲) اور اگر اصلاحی کوششیں بے کار ہوجائیں تو ان کے اس فعل کو کم از کم دل میں ضرور برا جانیں۔ کیونکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو چاہیئے کہ اسے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس پر قادر نہیں تو زبان سے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو کم از کم اسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

سوال:۔

اگر کسی کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے، پھر وہ معافی طلب کرے، لیکن ماں معاف نہ کرے تو..........؟

جواب:۔

اس صورت میں صرف اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرکے ماں کی خدمت میں پوری کوشش صرف کرتے رہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت اور نیک کاموں کا ثواب، ایصال کریں، حتی الامکان فرمانبرداری کریں۔ ان شاءاللہ کچھ عرصے

بعدوہ راضی ہوجائیں گی.....اور.... بالفرض اگر دنیا میں راضی نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ان کو راضی فرما دے گا۔

سوال:۔

اگر ماں کی نافرمانی اور دل آزاری کی تھی، پھر اس سے پہلے کہ معافی طلب کرتے ماں کا انتقال ہوگیا تو اب تدارک کی کیا صورت ہوگی؟

جواب:

ایسے شخص کو چاہیے کہ ہر جمعہ والدہ کی قبر پر حاضر ہوکر ایصالِ ثواب کیا کرے، نیز ان کے لئے دعائے مغفرت کرے، ان شاءاللہ عزوجل اس کا قصور معاف کردیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی گناہ بخش دے گا اور اسے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ (مجمع الزوائد نوادر الاصول)

اور ایک مقام پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص روزِ جمعہ اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھے تو بخش دیا جائے گا۔ (ابن عدی)

نوٹ:۔ اگر نافرمانی کرنے والی کوئی مسلمان بہن ہوں تو انہیں گھر پر رہ کر ہی استغفار اور ایصالِ ثواب کا حکم ہے۔

سوال:۔

اگر والدہ کسی خلافِ شرع کام کا حکم دیں تو کیا اب بھی اطاعت فرض رہیگی ؟

جواب:۔

جی نہیں، ان کا حکم صرف اس وقت تک واجب العمل ہے جب تک دائرہ شریعت میں ہے۔ اگر کسی خلافِ شرع کام کا حکم دیں تو ہرگز نہ مانیں۔ اس پر بطورِ دلیل درج ذیل واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ حمنہ کو اپنے آبائی کفریہ مذہب سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا، اس کو بیٹے کے قبولِ اسلام کا سن کر اس قدر رنج ہوا کہ کھانا پینا، بولنا چالنا سب کچھ بند کردیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ماں سے بے حد محبت کیا کرتے تھے، چنانچہ ماں کو آزردہ دیکھنا بہت بڑی آزمایش تھی لیکن آپ اس آزمائش میں پورے اترے۔ ماں تین دن تک بھوکی پیاسی رہی، یہی اصرار تھا کہ یہ نیا دین ترک کردو لیکن آپ کا ایک ہی جواب تھا کہ، ماں تم مجھے بے حد عزیز ہو، لیکن تمہارے قالب میں خواہ سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے، تب بھی اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔

بارگاہِ خداوندی میں آپ کی شانِ استقلال ایسی مقبول ہوئی کہ عامۃ المسلمین کے لئے یہ فرمان الٰہی نافذ ہوگیا، وان جاهدك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان ۔(ترجمہ کنزالایمان ۔پ۲۰ ۔العنکبوت ۔۸)

لیکن اس صورت میں بھی سامنے سے بدتمیزی.....یا.....سختی نہ کی جائے بلکہ بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کرلیں اور اس حکم پر عمل پیرا نہ ہوں ۔

سوال:۔

اگر والد اور والدہ کا جھگڑا ہو جائے تو کیا والدہ کی طرف داری کرنی ہوگی؟

جواب:۔

اگر درمیان میں پڑ کر کسی ایک فریق کی طرف داری کئے بغیر معاملہ رفع دفع کرواسکتے ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ماں کی طرف داری کرتے ہوئے والد کے ساتھ برا سلوک کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں، (ماں کو دیگر معاملات میں باپ پر فوقیت ضرور دے لیکن یہ) نہیں کہ ماں باپ میں باہم جھگڑا ہو جائے تو ماں کا ساتھ دیکر معاذ اللہ باپ کو ایذا دینے کے درپے ہو جائے.... یا.... اس پر کسی قسم کی سختی کرے .... یا.... اسے جواب دے... یا... بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ تعالیٰ کی معصیت (یعنی نافرمانی) ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نہ ماں کی اطاعت (کی جائے گی اور) نہ باپ کی۔تو اسے ماں باپ میں سے کسی ایک کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت دوزخ ہیں، جسے ایذا دیگا دوزخ کا مستحق ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، معصیتِ خالق میں کسی کی اطاعت (جائز) نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، (تو) ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملے میں (احتیاط کرے) ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی، یہ ان کی محض زیادتی ہے کہ اس سے اللہ کی نافرمانی چاہتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ۔جلد دہم)

مطالعہ فرمانے والی ماؤں کی خدمت میں عرض:۔

آخر میں بہتر محسوس ہوتا ہے کہ اس رسالے کا مطالعہ فرمانے والی ماؤں کی خدمت میں بھی چند معروضات پیش کردی جائیں۔

(**۱**) اس رسالے کا مطالعہ فرماتے ہوئے آپ فقط اولاد کو پیشِ نظر مت رکھئے گا بلکہ خود اپنی سابقہ زندگی اور اپنی والدہ کے ساتھ اپنے سلوک و رویئے کا جائزہ بھی لیتی رہیئے گا تا کہ اگر آپ کسی کوتاہی کی مرتکب ہوئی ہوں تو توبہ میں آسانی رہیگی۔ اگر آپ نے اس جانب غور نہ فرمایا تو نفس کبھی بھی اس طرف توجہ نہ جانے دیگا، بلکہ ہر مقام پر آپ کی اولاد کا کردار ہی یاد دلائے گا۔

(**۲**) آپ کی اولاد بھی ایک انسان ہے، جس کے ساتھ ایک نفس اور شیطان کو پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ بتقاضائے بشریت ان سے خطا کا صدور کوئی قابل، تعجب نہیں، ہر انسان سے کوئی نہ کوئی غلطی واقع ہوتی ہی رہتی ہے۔ اب اگر اولاد سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو حتی الامکان درگزر سے کام لینے کی کوشش فرماتی رہیں۔ اس کے برعکس اگر آپ نے ان کی غلطی پر معاف کرنے کی عادت کو نہ اپنایا تو بروزِ قیامت تو دور کی بات ہے دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ انہیں کسی نہ کسی مصیبت وعذاب میں مبتلاء فرمادیگا جیسا کہ والدین، خصوصاً ماں کو اذیت دینے والوں کا برا انجام اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے۔ کیا آپ پسند کریں گی کہ آپ کی اولاد آپ کی وجہ سے کسی مصیبت وعذاب میں گرفتار ہو؟

(**۳**) یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و مرتبہ عطا فرمایا ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ اب آپ کو آپ کی کوئی بھی غلطی نقصان نہیں پہنچاسکتی اور آپ جو کچھ بھی کریں اللہ تعالیٰ اسے ضرور درگزر فرمادیگا........نہیں بلکہ جس طرح دوسروں سے بروزِ قیامت سوال کیا جائے گا اسی طرح آپ کو بھی جواب دہ ہونا پڑے گا، چنانچہ اگر اولاد کے معاملے میں آپ کی جانب سے کوئی زیادتی ثابت ہوئی تو اس پر بھی گرفت ہوسکتی ہے۔ لھذا اولاد کے محاسبے کے ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو راقم الحروف سمیت ماں کی عظمت سمجھنے اور ان کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔